11

مذہبی جماعتوں کی بنیاد روحانیت پر ہوتی ہے اور روحانیت تعلق باللہ کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی

تم خدا کو مقدم رکھو اور دنیا کو مؤخّر

(فرمودہ 18 مئی 1951ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''آج میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مذہبی جماعتوں کی بنیاد روحانیت پر ہوتی ہے۔ اگر کسی جماعت میں روحانیت باقی ہے تو وہ گرنے کے بعد دوبارہ اُبھرنے کا موقع پالیتی ہے۔ اور اگر کسی جماعت کی روحانیت مرجائے تو ایسی جماعت اپنی ظاہری اور جسمانی ترقی کے باوجود بھی دوبارہ زندہ نہیں ہوسکتی۔ پس ہماری جماعت کو اپنے تمام امور میں اس امر کو مدّنظر رکھنا چاہیے کہ انہیں تعلق باللہ حاصل ہو اور اس طرح روحانیت قائم رہتی ہے۔ جو شخص اپنے سارے کاموں میں خدا تعالیٰ کی طرف نظر رکھتا ہے اس میں مذہب کی روح باقی رہتی ہے اور جو دنیوی سامانوں اور تدبیروں کی طرف توجہ کرتا ہے وہ مُردہ ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں لیکن ان سے قوموں کی زندگی بدل جاتی ہے اور افراد کے نظریے بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔

اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کی خدمت کرنے والے کھاتے بھی ہیں، پیتے بھی ہیں، وہ کپڑوں اور مکان کے محتاج بھی ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کھاتے تھے، پیتے بھی تھے، کپڑے بھی پہنتے تھے اور مکان میں بھی رہتے تھے۔ قرآن کریم میں کفّار کا یہ اعتراض درج ہے کہ یہ کیسا نبی آ گیا؟ یہ تو ہماری طرح بازار میں چلتا پھرتا ہے، کھانا کھاتا ہے، پانی پیتا ہے۔ 1 اب اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حوائجِ انسانی سے مستغنی نہیں تھے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک عام دنیادار میں کیا فرق ہے؟ وہ فرق صرف یہی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے لیے زندہ رہتے تھے۔ کھانا، پینا، کپڑا پہننا درمیانی شغل تھا۔ لیکن ایک دنیادار دنیا میں صرف کھانے پینے کے لیے زندہ رہتا ہے۔ ہاں! کبھی کبھی خدا تعالیٰ کا بھی ذکر کر لیتا ہے۔ مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لو آپ نے ان چیزوں کا انکار کیا ہے، انہیں دھتکارا اور ردّ کیا ہے۔ آپ نے یہ نہیں کہا کہ مجھے پچاس روپے کی ضرورت ہے مجھے مہیا کر کے دو۔ اور اگر تم مجھے پچاس روپے نہیں دیتے تو تم جہنم میں جاؤ میں تمہیں قرآن نہیں پڑھاتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کُفّار نے فاقے بھی دیئے، آپؐ کے رستے بھی روکے، آپؐ کو اور آپؐ کے متبعین کو مارا پیٹا بھی، آپؐ کی ہتک بھی کی اور آپ کے عزیزوں اور پیاروں کو دُکھ بھی دیئے لیکن آپ نے فرمایا تم جو چاہو کرو میں نے یہ کام کرنا ہے۔ گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھاتے ہیں اور اس کے بدلہ کا ذکر نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ تم نہیں دیتے تو نہ دو۔ لیکن ایک دنیادار کہتا ہے کہ تم دو گے کیا؟ اگر وہ اسے کچھ نہیں دیتے تو وہ کہتا ہے میں نے کیا بھوکا مرنا ہے؟ میں کوئی اَور کام تلاش کر لیتا ہوں۔ تم نے اگر قرآن پڑھنا ہے تو میرے گزارے کا بھی انتظام کر دو۔ گویا ایک مولوی بھی قرآن پڑھاتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی قرآن پڑھاتے تھے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک عام مولوی میں یہ فرق ہے کہ مولوی کہتا ہے میرا چالیس روپے ماہوار میں گزارہ نہیں ہوتا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم چالیس روپے مجھ سے لے لو، مجھے گالیاں دے لو میں نے تو اپنا کام کرنا ہے۔ بظاہر یہ معمولی فرق ہے لیکن اِس کے نتیجہ میں ایک رسول بن جاتا ہے اور ایک مولوی۔ اور ایک رسول اور ایک مولوی میں جو فرق ہے تم اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ انسان یہ تو اندازہ لگا سکتا ہے کہ دُور کا ایک ستارہ جو سورج سے بھی ہزاروں میلوں کے فاصلہ پر ہے وہ زمین سے

کتنی دُور ہے لیکن تم یہ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ ایک رسول اور ایک مولوی میں کیا فرق ہے۔ یہ کیوں ہوا؟ یہ اِسی لیے ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۔2 میں قرآن کریم کے بدلہ میں تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ لیکن ایک مولوی کہتا ہے کہ میں تمہیں قرآن پڑھاؤں گا، حدیث سناؤں گا لیکن تم مجھے دو گے کیا؟ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک مولوی میں یہ فرق ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھانے کے بدلہ میں کچھ نہیں مانگا لیکن مولوی اس کے بدلہ میں اپنے گزارے کے لیے کچھ مانگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متبعین میں سے کوئی موسٰیؑ کا مثیل ہوا، کوئی عیسٰیؑ کا مثیل ہوا، کوئی داؤدؑ کا مثیل ہوا اور کوئی سلیمانؑ کا مثیل ہوا۔ آپؐ کے سب صحابہؓ ستارے تھے جو دنیا کے لیے راہ نمائی کا موجب بنے۔ لیکن عام علماء میں سے وہ لوگ بھی ہیں جن کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے پردے پر اگر کوئی ذلیل ترین وجود دیکھنا ہو تو وہ انہیں دیکھ لے۔3 گویا ایک کے متبعین میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ افراد بھی ستارے ہیں اور ایک کے ساتھیوں میں سے وہ وجود بھی ہیں جو دنیا کے پردے پر ذلیل ترین سمجھے جاتے ہیں۔ یہ فرق صرف روحانیت کا ہے۔

پس تم خدا کے لیے ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ یہ نہیں کہتا کہ تم کھانا نہ کھاؤ، پانی نہ پیو، کپڑا نہ پہنو اور مکان میں نہ رہو بلکہ وہ کہتا ہے کہ تم میرے پاس آ جاؤ میں تمہیں یہ سب چیزیں دوں گا۔ ہاں! تم نیت کر لو یہ چیزیں ملتی ہیں تو ملیں نہیں ملتی تو نہ ملیں۔ ہم نے کبھی کوئی ایسا نبی نہیں سنا جسے پہننے کے لیے کپڑے میسر نہ ہوں۔ انہیں بھی بہرحال کپڑے میسر آ جاتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ جیسے کپڑے مل جائیں مل جائیں لیکن پہنتے ضرور ہیں۔ اور کپڑے ایک مولوی، ایک عام دنیا دار مسلمان اور ایک عیسائی بھی پہنتا ہے۔ اِن میں یہی فرق ہے کہ ایک نے اللہ تعالیٰ کو مقدّم رکھا اور دنیا کو مؤخّر اور دوسرے نے دنیا کو مقدّم رکھا اور خدا کو مؤخّر اور یہی تھوڑا سا فرق ہے جس کی وجہ سے ایک رسول بن گیا اور ایک دنیادار مولوی بن گیا۔

غرض روحانیت کے لیے ارادہ اور نیت کی ضرورت ہے۔ تم خدا تعالیٰ کو اپنے تمام امور میں مقدّم کر لو تمہیں روحانیت مل جائے گی۔ اور روحانیت والا گھوڑے کو آگے باندھتا ہے اور گاڑی کو پیچھے۔ لیکن ایک دنیادار گاڑی کو آگے باندھتا ہے اور گھوڑے کو پیچھے۔ کہنے کو تو یہ ایک معمولی سی بات

ہے لیکن اگر کوئی ایسا کرے تو لوگ اُس پر ہنسنے لگ جائیں۔ پس تم خدا کو مقدّم رکھو اور دنیا کو مؤخّر۔ اِسی کا نام روحانیت ہے۔ لیکن اگر تم خدا تعالیٰ کو مقدّم اور دنیا کو مؤخّر نہیں رکھتے تو اِس کا نام روحانیت نہیں''۔

(الفضل 7 جون 1961ء)

1: وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْأَسْوَاقِ (الفرقان:8)

2: الفرقان:58

3: شعب الایمان للبیھقی۔ الجزء الثانی۔ صفحہ 311 نمبر 1908 بیروت لبنان 1990ء